سوال

(49) باپ کی کمائی مشکوک ہواور ماں نے کم علمی سے سود لیا ہو تو ایسی جائیداد کی وراثت

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ایک شادی شدہ خاتون ہوں، دو بچے ہیں اور میرے شوہر متوسط آمدنی کے مالک ہیں۔ میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے اور انہوں نے اپنے پیچھے کچھ مال، سونا اور اپنے آبائی شہر میں ایک مکان چھوڑا ہے۔ یہ سب کچھ انہیں ہمارے والد سے بطور ہدیہ ملا تھا لیکن میرے والد کی کمائی کے بارے میں شک کیا جاتا ہے کہ وہ حرام کمائی تھی لیکن جب والدہ نے اس بارے میں پوچھا تو والد نے اس کمائی کا مال حرام ہونے سے انکار کیا۔ میری والدہ نے یہ مال بھی کسی حرام مصرف میں خرچ نہیں کیا بلکہ اس مال سے ہماری بھی مدد کی اور دوسرے کئی خیر کے کام بھی کیے ایک غلط حرکت ان سے ضرور سرزد ہوئی اور وہ یہ کہ اس سال مال کو بینک سے سودی کھاتے میں رکھا اور وہ بھی اسلام سے اپنی لاعلمی اور عدم واقفیت کی بنا پر۔ اب میرا سوال یہ ہے کہ کیا ہم ورثہ کے طور پر یہ مال لے سکتے ہیں اور شک وشبہ کو رفع کرنے کے لیے آیا ہم کچھ مال صدقہ کردیں یا سرے سے یہ ورثہ نہ لیں، حالانکہ ہم ضرورت مند بھی ہیں۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ ہم سات بہنیں ہیں، سوائے ایک کے سب شادی شدہ ہیں تو کیا ہمارے اخیافی بھائی (ماں کی طرف سے بھائی) ہمارے ساتھ وراثت میں شریک ہوں گے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جہاں تک مالِ وراثت کے تعلق ہے تو آپ کے والد انکار کرچکے ہیں کہ وہ مال حرام تھا، نہ آپ کے پاس اس کے حرام ہونے کی کوئی دلیل ہی ہے۔ آپ کی والدہ نے یہ مال بطور ہدیہ وصول کیا تھا تو وہ ان کے لیے حلال تھا۔ جہاں تک اس کے سودی کھاتے میں رکھنے کا سوال ہے تو اصل مال تو شروع ہی سے حلال ہونے کو بنا پر حلال ہی شمار ہوگا، چاہے وہ سودی کھاتے میں کیوں نہ رکھا گیا ہو کیونکہ سودی کھاتے میں رکھنے کی وجہ سے اصل مال حرام نہیں ہوگا، البتہ اس مال پر حاصل ہونے والا سود یقیناً حرام ہے لیکن چونکہ آپ نے یہ سارا مال (اصل زرمع سود) بطور میراث حاصل کیا ہے تو ہاتھ بدلنے کی بنا پر آپ کے لیے حلال ہوگا۔ (ہاتھ بدلنے سے مراد کہ پہلے شخص نے تو مال حرام طریقے سے حاصل کیا لیکن جب دوسرے شخص کے ہاتھ میں وہ ایک جائز طریقے سے آیا تو پہلے آدمی کا گناہ دوسرے کو منتقل نہیں ہوگا) اور قاعدہ ہے کہ حرام اگر ایک آدمی کے ذمہ پر ہو اور وہ چیز عین حرام بھی نہ ہو اور پھر دوسرے شخص کے ذمہ می جائز طریقے سے چلی جائے تو حرمت دوسرے شخص تک منتقل نہیں ہوگی اور یہ واضح ہے کہ آپ لوگوں کو یہ مال ایک جائز سبب (یعنی وراثت) کی بنا پر ملا ہے۔

یہاں تک تو اس کے جائز ہونے کا حکم تھا لیکن افضل یہ ہوگا کہ سود والی رقم فقراء اور مساکین پر خرچ کردی جائے اور سودی کھاتے سے اس رقم کو نکال لیا جائے اور جہاں تک وراثت کی تقسیم کا تعلق ہے تو ترکے کا دو تہائی ساتوں بہنوں میں تقسیم ہوگا اور باقی ایک تہائی اخیافی بھائیوں اور بہنوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ مرد کو عورت سے دوگنا حصہ ملے گا لیکن اگر صرف مرد ہوں یا صرف عورتیں ہوں تو ان میں برابر برابر حصہ تقسیم ہوگا۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

حلال وحرام کے مسائل، صفحہ:356

محدث فتویٰ